کچھ تفہیم القرآن کی جدید کاری کے بارے میں!

وحید الدین سلیم

'تفہیم القرآن، مقاصد واہداف' کے عنوان پر حامد عبدالرحمٰن الکاف صاحب کا ایک مضمون مئی کے ترجمان میں شائع ہوا ہے۔ اس ضمن میں پہلی بات یہ عرض ہے کہ تفہیم القرآن حقیقتاً اہداف و مقاصدِ قرآن کی تفسیر ہے۔ اس کے اپنے کوئی اہداف نہیں ہیں۔ آخر میں مضمون نگار نے تفہیم القرآن کی زبان کو مستقبل کی اُردو میں ڈھالتے رہنے کا جو مشورہ دیا ہے، وہ اخلاص پر مبنی ہونے کے باوجود قابلِ عمل نہیں ہے، اور اگر اس پر عمل کیا گیا تو تفہیم القرآن اپنی سند اور حوالے کی علمی حیثیت کھو دے گی اور کوئی نیا عالم حوالے کی ضرورت پر مولانا مودودی علیہ الرحمہ کے الفاظ میں سند واعتبار کے لیے استعمال نہ کر سکے گا۔ اس موقع پر ہم کو یہ دیکھنا چاہیے کہ تفہیم القرآن کی زبان و اظہار کے سانچے کے متعلق مولاناؒ نے کیا لکھا ہے؟ نئے ترجمے کی ضرورت پر مولانا نے بڑی فاضلانہ بحث کرتے ہوئے اپنا پیمانۂ اظہار یہ بتایا ہے کہ: ''اسلوبِ بیان میں ترجمہ پن نہ ہو، عربی مُبین کی ترجمانی اُردوے مبین میں ہو، تقریر کا ربط فطری طریقے سے تحریر کی زبان میں ظاہر ہو، اور کلامِ الٰہی کا مطلب و مدعا صاف صاف واضح ہونے کے ساتھ اس کا شاہانہ وقار اور زورِ بیان بھی جہاں تک بس چلے ترجمانی میں منعکس ہو جائے''۔ ('عرضِ مترجم' ۴/اپریل ۱۹۷۱ء)

مولانا مودودی کی زبان آج جن لوگوں کو مشکل معلوم ہوتی ہے، اُنھوں نے اُردو کو ادب کے درجے تک حاصل نہیں کیا ہے۔ وہ اُردو میں اپنی لیاقت بڑھائیں ورنہ صرف تفہیم القرآن ہی نہیں دیگر مفسرین کی زبان اور اُردو شاعری وادب کو کیسے پڑھ سکیں گے؟ تمام ذخائرِ علم، تفسیر، حدیث، فقہ، علمِ کلام اور تاریخ وغیرہ تک کیسے رسائی حاصل کر سکیں گے۔ ہماری جدید نسل کو اُردو کو اعلیٰ معیار تک پڑھانے کی ضرورت اس لیے ہے کہ وہ بزرگوں کے چھوڑے ہوئے علمی ورثے تک رسائی حاصل کر سکے۔

اب رہا تفہیم القرآن کے عالمی زبانوں میں تراجم کا مسئلہ تو اس پر توجہ کی ضرورت ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس کو انگریزی زبان میں بہ تمام وکمال منتقل کرنے کا فریضہ پروفیسر ظفر اسحاق انصاری اسلام آباد ادا کر رہے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی عمر و توانائی میں برکت عطا فرمائے۔ یہ عظیم پراجیکٹ مکمل ہو جائے۔ مولانا مودودی کے ترجمۂ قرآن کا کام تو اُنھوں نے مکمل کر دیا ہے اور تفہیم کے تراجم بھی شائع ہو رہے ہیں جن سے دنیا کا بڑا حصہ مستفید ہو رہا ہے اور آیندہ اس کا ایک دائرۂ اثر قائم ہو جائے گا۔ تفہیم کی عربی زبان میں منتقلی میں بڑی تاخیر ہوگئی اور آج عالمِ عرب کو اس کی بڑی ضرورت ہے۔ میں نے بارہا مولانا خلیل احمد حامدیؒ کو توجہ دلائی وہ خود ہی اس کام کو انجام دینا چاہتے تھے لیکن اُن کے حادثۂ وفات نے مشکل پیدا کر دی۔ اب بھی معارفِ اسلامی لاہور اس پراجیکٹ پر متوجہ ہو تو بہت اچھا ہوگا۔ فارسی زبان میں بھی اس تفسیر کو منتقل کیا جانا چاہیے۔ فارسی دنیا میں بھی اسلامی بیداری آ رہی ہے۔ اب ایسی تفسیر کی بڑی ضرورت ہے۔

تفہیم القرآن ہی کیا مولانا مودودی کا سارا تحریکی لٹریچر تفسیرِ قرآن ہے اور اسی بنا پر نگارشاتِ مودودیؒ کو دوام حاصل ہوا۔ آج تفہیم کا ایک ایک صفحہ نہیں، ایک ایک سطر اور اس کے ایک ایک لفظ کے تحفظ کا اہتمام کیا جانا چاہیے تاکہ حفاظتِ متن ہو سکے۔ تفہیم القرآن کا ایک ایک تفسیری نوٹ نہایت قیمتی مواد پر مشتمل ہے اور اس کی زبان بھی ایسی نپی تُلی ہے کہ اس کی تلخیص کی گنجایش نظر نہیں آتی، تاہم مولاناؒ نے ترجمے سے استفادہ کرنے والوں کے لیے ترجمانی کا ایک علیحدہ ایڈیشن چھاپ دیا تھا۔ اُس موقع پر مولاناؒ نے مشہور اسکالر ڈاکٹر ابوالخیر کشفی کے جواب میں لکھے گئے ایک خط میں یہ واضح کر دیا تھا کہ ''تفہیم القرآن کی تلخیص مَیں نے خود کر دی ہے جس میں متن اور ترجمے کے ساتھ بہت مختصر تشریح ہے۔ پوری کتاب ایک جلد میں آ گئی ہے اور طباعت کے لیے دے دی گئی ہے''۔ (بنام: ڈاکٹر ابوالخیر کشفی، فکر و نظر، اسلام آباد، ۳ مارچ ۱۹۷۴ء، ص ۳۹۵)

تفہیم القرآن ایک انقلابی تفسیر کے ساتھ ساتھ علم و ادب کا شاہکار بھی ہے، چنانچہ دنیا کی تمام اسلامی دانش گاہوں میں اس کو شاملِ نصاب کیا جانا چاہیے۔

مضمون نگار ایک تحقیقی ادارے اسلامک سروس آف انڈیا، حیدرآباد، بھارت سے وابستہ ہیں۔